الٰہی جماعتیں بطور بیج کے ہوتی ہیں

(فرمودہ ۱۵- ستمبر ۱۹۴۱ء)

۱۵- ستمبر ۱۹۴۱ء بعد نماز عصر مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جناب سیٹھ محمد غوث صاحب حیدر آباد دکن کی صاحبزادی محترمہ امتہ الحی بیگم صاحبہ کا نکاح مکرم محمد یونس صاحب ولد عبدالعزیز صاحب ساکن لاڈوہ ضلع کرنال کے ساتھ ایک ہزار روپیہ مہر کے عوض پڑھا۔ ؎

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

اللہ تعالیٰ کی سنت کے ماتحت جو قدیم سے مأموروں کے متعلق چلی آتی ہے اس نے ہماری جماعت کو بھی مختلف علاقوں میں پھیلایا ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت ہے کہ الٰہی جماعتیں بطور بیج کے پھینکی جاتی ہیں جس طرح اگر ہم ایک فٹ سے زمین پر دانے پھینکیں تو وہ تھوڑی سی جگہ میں پھیلیں گے لیکن اگر ایک بلند مینار پر سے پھینکیں تو دور دور گریں گے اور کسی بلند پہاڑ پر سے پھینکیں گے تو اور بھی دور زمین پر پھیلیں گے اسی طرح چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایمان آسمان سے پھینکا جاتا ہے وہ ساری دنیا پر پھیل جاتا ہے۔ ایک یہاں، ایک وہاں، ایک کہیں، ایک کہیں، شروع شروع میں یہ چیز الٰہی جماعتوں کے لئے بظاہر کمزوری کا موجب ہوا کرتی ہے کیونکہ جن جماعتوں کے جتھے ہوں ان کو ایک طاقت حاصل ہو جاتی ہے لیکن ایک دائرہ میں محدود ہونے کی وجہ سے وہ آخر مٹ جاتی ہیں مگر الٰہی جماعتیں دور دور قائم ہوتی ہیں۔ گویا ان کا بیج آسمان سے پھینکا جاتا ہے اس لئے دور دور پھیلتا ہے اور اس وجہ سے ان کی

طاقت شروع شروع میں کمزور نظر آتی ہے کیونکہ ان کے افراد ایک ایک، دو دو، چار چار کرکے دور دور پھیلے ہوتے ہیں۔ اگر شروع میں وہ سب اکٹھے ہوں تو کافی طاقتور نظر آئیں مثلاً ہماری جماعت کئی لاکھ ہے اور اگر یہ ساری کی ساری گورداسپور کے علاقہ میں جمع کردی جائے تو یہاں ہماری نمایاں طور پر برتری اور طاقت نظر آئے مگر اس وقت چونکہ وہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس لئے ہم کسی جگہ بھی ایسے محفوظ اور طاقتور نظر نہیں آتے جتنے اگر ساری جماعت ایک جگہ ہوتی تو نظر آسکتے۔ بعض دفعہ جب الٰہی جماعتوں کو ایک جگہ جمع کرنا مطلوب ہو تو اس کے لئے ہجرت کرائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی جماعت کو بھی پھیلاتا تو چاروں طرف ہے مگر پھر کسی مصلحت کے ماتحت انہیں ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دے دیتا ہے جیسے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہجرت کا حکم ہوا اور تمام یمنی، نجدی، حجازی، ایرانی مسلمانوں کو مدینہ میں جمع ہونے کا حکم دے دیا گیا اور اس طرح وہ بات بھی پوری ہوگئی کہ ایمان چاروں طرف پہنچ گیا اور پھر مسلمانوں کی طاقت بھی ایک جگہ جمع ہوگئی۔ جب ایک نجد کا مسلمان مدینہ گیا تو پیچھے اس کے رشتہ دار موجود تھے، ایرانی مسلمان تو مدینہ آگیا مگر اس کے متعلقین ایران میں رہے اور جہاں جہاں بھی کوئی مسلمان تھا اس نے اسلام کا تعارف وہاں کرایا اور اس طرح چاروں طرف اشاعت کا سامان بھی ہوگیا اور جتھا بھی قائم ہوگیا۔

پس الٰہی جماعتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت یہی ہے کہ وہ ایمان کو چاروں طرف پھیلاتا ہے مگر بعض دفعہ کسی مصلحت کے ماتحت تمام ایمان لانے والوں کو اکٹھا بھی کردیتا ہے مگر اس کا ذریعہ ہجرت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مصر کے مختلف مقامات پر آپ کے ماننے والے تھوڑی تھوڑی تعداد میں موجود تھے مگر پھر ان کو اکٹھا ہونے کا حکم دیا گیا اور پھر ایمان کو پھیلانے کے لئے کنعان کی طرف روانہ کیا گیا تا وہ مختلف قوموں اور گروہوں میں سے گزرتے ہوئے ان میں دین کو پھیلاتے جائیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کو ہجرت کرکے مدینہ جمع ہونے کا حکم دیا گیا اس میں بھی مصلحت تھی۔ یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ سب کو مکہ میں ہجرت کرکے جمع ہونے کا حکم دے دیا جاتا اور اس طرح سارے مسلمان اگر مکہ میں اکٹھے ہوجاتے تو اس طرح بھی ان کی ایک طاقت بن جاتی مگر اس طرح یہ غرض پوری نہ ہوسکتی تھی کہ اسلام سارے عرب میں پھیل جائے۔ مکہ سے مدینہ قریباً دو سو میل کے فاصلہ پر ہے اور اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو مکہ سے دو سو میل کے فاصلہ پر لے گیا

تا رستہ میں جو علاقے آئیں ان میں اشاعت اسلام ہو سکے۔

ہماری جماعت بھی اللہ تعالیٰ نے اسی سنت کے ماتحت قائم کی ہے اور احمدی مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں اور چونکہ یہ زمانہ جنگ کا نہیں اس لئے ہجرت کا بھی حکم نہیں دیا گیا۔ صرف یہ حکم ہے کہ جن کو توفیق ملے وہ قادیان میں جمع ہوتے جائیں۔ تا سب مل کر یہاں نظام کو مضبوط کر سکیں۔ مگر یہ حکم لازمی نہیں جن کو سامان میسر آگئے وہ تو یہاں جمع ہو گئے ہیں اور جن کو سامان میسر نہیں وہ نہیں آئے۔ اسی چھینٹے میں مختلف علاقوں میں مختلف مدارج کے لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ افغانستان میں سید عبداللطیف صاحب، نعمت اللہ صاحب اور کئی شہداء پیدا ہوئے۔ پھر کئی ان میں سے قادیان آگئے اور ان کے ذریعہ تمام علاقہ میں تبلیغ ہو گئی۔ ورنہ کہاں ہندوستان اور کہاں افغانستان ہمارے لئے تو سرحدوں پر بھی تبلیغ کرنا مشکل تھا مگر یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ وہ ان لوگوں کو سرحدوں سے پار لے گیا تا اس تمام علاقہ میں تبلیغ ہو سکے۔ چنانچہ کل ہی مجھے ایک پٹھان کی بیعت کا خط آیا ہے اس نے لکھا ہے کہ عرصہ ہوا میں نے مولوی نعمت اللہ صاحب سے احمدیت کے متعلق بات سنی تھی اور اس وقت سے برابر تحقیقات کرتا رہا اس اثناء میں مَیں اپنے گھر کو چھوڑ کر مختلف علاقوں میں پھرتا رہا ہوں اور اب مجھے بیعت کی توفیق ملی ہے۔ اور اسی طرح ابتدائی ایام میں سیٹھ عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا صاحب احمدی ہوئے ان کو مدراس میں اللہ تعالیٰ نے بیعت کی توفیق دی، کسی کو بہار اور کسی کو بنگال میں اور کسی کو یوپی میں بیعت کی توفیق نصیب ہوئی اور ان سب نے اپنی اپنی جگہ احمدیت کو پھیلانا شروع کر دیا۔ ان ہی میں سے ایک حیدر آباد کی جماعت ہے جو یہاں سے قریباً ڈیڑھ ہزار میل دور ہے بیچ میں ایک لمبا علاقہ ہے جہاں نام کو بھی کوئی احمدی نہیں۔ سی پی کا علاقہ بیچ میں ہے اس میں جتنے احمدی ہیں وہ سب مل کر بھی شاید شہر حیدر آباد کی جماعت کے برابر نہ ہوں۔ یوپی میں بھی بہت کم ہیں اور ان سب علاقوں کو پار کر کے اللہ تعالیٰ نے حیدر آباد میں ایک جماعت قائم کر دی اور وہاں ایسے مخلص احباب پیدا ہوئے جنہوں نے احمدیت کے لئے بہت قربانیاں کی ہیں اور ایثار سے کام کیا۔ وہاں جماعت مولوی محمد سعید صاحب کے ذریعہ قائم ہوئی۔ اڑیسہ میں ایک گاؤں سنبل پور سارے کا سارا احمدی ہے اور وہ بھی دراصل حیدر آباد کی ہی پیدا شدہ جماعت ہے۔ سید عبدالرحیم صاحب وہاں کے رہنے والے حیدر آباد گئے تھے وہاں وہ مولوی محمد سعید صاحب سے ملے مولوی صاحب نے انہیں تبلیغ کی اور بعض کتابیں بھی دیں جن کے مطالعہ سے وہ احمدی

ہو گئے۔ اور پھر ان کے اثر کی وجہ سے یہ گاؤں سارے کا سارا احمدی ہو گیا۔ اس وقت میں جن کی لڑکی کے نکاح کا اعلان کرنے والا ہوں وہ حیدر آباد کے رہنے والے سیٹھ محمد غوث ہیں وہ بھی ان مخلصین میں سے ہیں جن کا دل خدمت سلسلہ کے لئے گداز ہے اور وہ اس کا بہت ہی احساس رکھتے ہیں۔ ہیں تو وہ پہلے سے احمدی مگر میرے ساتھ ان کی واقفیت جو ہوئی تو وہ حج کو جاتے ہوئے ۱۹۱۲ء میں ہوئی تھی۔ شاید ان کو علم ہو کہ میں جارہا ہوں یا شاید وہ تجارت کے سلسلہ میں وہاں آئے ہوئے تھے بہرحال ان سے میری پہلی ملاقات وہاں ہوئی اور پھر ایسے تعلقات قائم ہو گئے کہ گویا واحد گھر کی صورت پیدا ہو گئی مستورات کے بھی آپس میں تعلقات ہو گئے۔ حج کے موقع پر عبدالحی عرب بھی میرے ساتھ تھے وہاں سے روانگی کے وقت سیٹھ صاحب نے ان کو بعض چیزیں دیں جن میں ایک گلاس بھی تھا۔ وہ انہوں نے عبدالحی صاحب کو یہ کہہ کر دیا تھا کہ جب آپ اس میں پانی پئیں گے تو میں یاد آجاؤں گا اور اس طرح آپ میرے لئے دعا کی تحریک کر سکیں گے۔ غرض سیٹھ صاحب حیدر آباد کے نہایت مخلص لوگوں میں سے ہیں۔ چندہ کی فراہمی کے لحاظ سے جماعت میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لحاظ سے انہوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور بغیر اس کے کہ کوئی وقفہ پڑا ہو کیا ہے اور ان کے اخلاص کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کو اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے مخلص دی ہے۔ بعض لوگ خود تو مخلص ہوتے ہیں مگر ان کی اولاد میں وہ اخلاص نہیں ہوتا مگر سیٹھ صاحب کی اولاد بھی مخلص ہے۔ ان کے بڑے لڑکے محمد اعظم صاحب میں ایسا اخلاص ہے جو کم نوجوانوں میں ہوتا ہے تبلیغ اور تربیت کی طرف انہیں خاص توجہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے ریاستوں میں تبلیغ کرنے سے لوگ عام طور پر ڈرتے ہیں اور کوئی بات ہو بھی تو کوشش کرتے ہیں کہ بڑے بڑے لوگوں کو اس کی اطلاع نہ ہو سکے مگر میں نے دیکھا ہے محمد اعظم صاحب کو شوق ہے کہ ریاست میں کھلی تبلیغ اور اشاعت کی جائے اس کے متعلق وہ مجھ سے بھی مشورے لیتے رہے ہیں اور وہاں بھی نوجوانوں میں جوش پیدا کرتے رہتے ہیں۔ دوسرے لڑکے معین الدین ہیں وہ بھی بہت اخلاص سے سلسلہ کے کاموں میں حصہ لیتے ہیں اور خدام الاحمدیہ کی تحریک میں بہت جدوجہد کرتے ہیں۔ ہاتھ سے کام کرنے کی تحریک کو مقبول بنانے کا بھی انہیں شوق ہے۔ لڑکیوں میں سے ان کی بڑی لڑکیوں کے تعلقات امۃ الحی مرحومہ کے ساتھ تھے۔ پھر ان کی چھوٹی لڑکی خلیل کے ساتھ بیاہی گئی جو تحریک جدید کا مجاہد ہے اس لڑکی کے امۃ القیوم کے ساتھ بہنوں جیسے تعلقات ہیں اور شروع سے اب تک اس

خاندان نے ایسے اخلاص کے ساتھ تعلق رکھا اور اسے نباہا ہے کہ اس میں کبھی بھی کمی نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ ایسے مخلص کے لئے ذرائع بھی خود مہیا کر دیتا ہے ان کے لڑکوں کی شادیاں بھی ایسے گھرانوں میں ہوئی ہیں جو بہت مخلص ہیں۔ محمد اعظم کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور فدائی صحابی حکیم محمد حسین صاحب قریشی موجد مفرح عنبری کی لڑکی سے ہوئی ہے۔ قریشی صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابتدائی صحابہ میں سے تھے اور ایسے مخلص تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ابتلاء سے انہیں بچالیا۔ جب پہلے پہل خلافت کا جھگڑا اٹھا تو خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں نے لاہور کی جماعت کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو سلسلہ کس طرح تباہ ہونے لگا ہے یہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی خلافت کا زمانہ تھا جب میر محمد اسحٰق صاحب نے بعض سوالات لکھ کر دیئے تھے اور آپ نے جواب کے لئے وہ باہر کی جماعتوں کو بھجوا دیئے تھے۔ اس وقت لاہور کی ساری کی ساری جماعت اس پر متفق ہوگئی تھی کہ دستخط کر کے خلیفہ اول کو بھجوائے جائیں کہ خلافت کا یہ طریق احمدیہ جماعت میں نہیں بلکہ اصل ذمہ دار جماعت کی انجمن ہے۔ جب سب لوگ اس امر کی تصدیق کر رہے تھے قریشی صاحب خاموش بیٹھے رہے اور کہا کہ میں سب سے آخر میں اپنی رائے بتاؤں گا۔ آخر پر ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے بڑے زور سے اس خیال کی تردید کی اور کہا کہ یہ گستاخی ہے کہ ہم خلیفہ کے اختیارات معین کریں ہم نے ان کی بیعت کی ہے اس لئے ایسی باتیں جائز نہیں۔ وہ آخری آدمی تھے ان سے پہلے سب اپنی اپنی رائے ظاہر کر چکے تھے مگر ان کے اخلاص کا نتیجہ تھا کہ سب لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور خواجہ صاحب کے مؤید صرف وہ لوگ رہ گئے جو ان کے ساتھ خاص تعلقات رکھتے تھے۔ اسی طرح میری خلافت کے ابتدائی ایام میں بھی غیر مبائعین سے مقابلہ کرنے میں انہوں نے تندہی سے حصہ لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ہی کی معرفت لاہور سے سامان وغیرہ منگوایا کرتے تھے حضور خط لکھ کر کسی آدمی کو دے دیتے جو اسے حکیم صاحب کے پاس لے جاتا اور وہ سب اشیاء خرید کر دیتے گویا وہ لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایجنٹ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان سے بہت محبت رکھتے تھے۔ لاہور کی احمدیہ مسجد بھی انہی کا کارنامہ ہے دوسروں کا تو کیا کہنا میں خود بھی اس کا مخالف تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ یہ اتنا بڑا بوجھ ہے کہ جو لاہور کی جماعت سے اٹھایا نہ جاسکے گا مگر انہوں نے پیچھے پڑ کر مجھ سے اجازت لی اور ایک بھاری رقم کے خرچ سے لاہور میں ایک مرکزی مسجد

بنا دی۔

سیٹھ صاحب کے دوسرے لڑکے کی شادی خان صاحب ذوالفقار علی خاں صاحب کی لڑکی سے ہوئی ہے۔ خاں صاحب بھی بہت مخلص آدمی ہیں اور گو وہ بہت پرانے نہیں مگر پیچھے آکر بھی انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے تعلقات مضبوط کئے اور بڑھائے تو ان کے لڑکوں کے رشتے بھی اللہ تعالیٰ نے مخلص گھرانوں میں کرا دیئے۔ لڑکیوں کی شادیاں بھی وہ چاہتے تھے کہ پنجاب میں ہی ہوں غرض امتہ الحفیظ کا نکاح تو خلیل احمد صاحب سے ہوگیا جو مجاہدین میں سے ہیں اور سلسلہ کے ان بچوں میں سے ہیں جن پر امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی قربانیوں سے سلسلہ کی ترقی کا باعث ہوں گے اور چھوٹی لڑکی امتہ الحی کے نکاح کا اعلان میں اس وقت کررہا ہوں جو خان صاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کے ایک قریبی عزیز اور شاید بھانجے محمد یونس صاحب کے ساتھ قرار پایا ہے اس رشتہ میں بھی سیٹھ صاحب نے اخلاص مد نظر رکھا ہے۔ تمدن کے اختلاف کی وجہ سے میں ان کو لکھتا تھا کہ حیدر آباد میں ہی رشتہ کریں مگر ان کی خواہش تھی کہ قادیان یا پنجاب میں ہی رشتہ ہو تا قادیان آنے کے لئے ایک اور تحریک ان کے لئے پیدا ہو جائے۔ محمد یونس صاحب ضلع کرنال کے رہنے والے ہیں جو دہلی کے ساتھ لگتا ہے مگر حیدر آباد کی نسبت قادیان سے بہت نزدیک ہے۔ سیٹھ صاحب کا خاندان ایک مخلص خاندان ہے ان کی مستورات کے ہمارے خاندان کی مستورات، ان کی لڑکیوں کے میری لڑکیوں سے اور ان کے اور ان کے لڑکوں کے میرے ساتھ ایسے مخلصانہ تعلقات ہیں کہ گویا خانہ واحد والا معاملہ ہے۔ ہم ان سے اور وہ ہم سے بے تکلف ہیں اور ایک دوسرے کی شادی و غمی کو اسی طرح محسوس کرتے ہیں جیسے اپنے خاندان کی شادی و غمی کو۔ ان کی لڑکی امتہ الحی کا نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر محمد یونس صاحب ولد عبدالعزیز صاحب ساکن لاڈوہ ضلع کرنال کے ساتھ قرار پایا ہے سیٹھ صاحب نے لڑکی کی طرف سے مجھے ولی مقرر کیا ہے۔

اس نکاح کے ساتھ ہی حضور نے ایک اور نکاح کا اعلان بھی فرمایا جو میاں غلام حسین صاحب رہتاسی کے ایک پوتے اور ایک پوتی کا تھا۔ حضور نے فرمایا۔

میں نے پہلے اس کاغذ کو نہیں دیکھا تھا۔ میاں غلام حسین صاحب بھی بڑے پرانے احمدی ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت خدمت کی ہے۔ ہم بہت چھوٹے تھے جب وہ نانبائی کا کام کیا کرتے تھے ان کے لڑکے بھی اس وقت ہمارے ہاں ہی رہا

کرتے تھے اور انہوں نے ایک حصہ تک تعلیم بھی ہمارے ہاں ہی رہتے ہوئے پائی ان میں سے ملک محمد حسین صاحب جن کی لڑکی کا اس وقت نکاح ہے میرے بچپن کے دوست تھے اور ہم سالہا سال تک اکٹھے رہے ہیں وہ افریقہ چلے گئے تھے اور بیرسٹر ہو گئے تھے مگر اب فوت ہو چکے ہیں۔

(الفضل ۵۔ نومبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۳، ۴)

ا؎ الفضل ۱۶۔ ستمبر ۱۹۴۱ء صفحہ ۲۔